نگاہ اولین

محرم الحرام اور حرمت کے تقاضے

ابو محمد عبدالوہاب خان

﴿إِنَّ عِـدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الـدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَـلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَّاعْلَمُوْٓا أَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴾ [التوبة:٣٦]

''بیشک اللہ تعالیٰ کے ہاں لوح محفوظ میں مہینوں کی تعداد بارہ ہے، جس دن سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا، ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں، یہی سیدھا دین ہے۔ پس تم اپنی جانوں پر ظلم نہ کرو اور سب متفق ہو کر مشرکین سے جہاد کرو جیسے کہ وہ سب مل کر تم سے لڑتے ہیں۔ اور یقین کرو کہ اللہ پاک پرہیزگاروں کا حامی ہے۔''

اس واضح اور محکم آیت شریفہ میں اللہ احکم الحاکمین نے اپنی فرمانبرداری کا دم بھرنے والے بندوں کو درج ذیل ''سات احکامات'' سے آگاہ کرتے ہوئے تعمیل کا پابند بنایا ہے:

(1) دنیا کے اوقات کار: اللہ کے مکلف بندوں کو دین فطرت کی شریعت کاملہ پر عمل پیرا ہونے اور اپنی خانگی، سماجی و اقتصادی زندگی گزارنے کے لیے اوقات، مہینوں، موسموں اور سالوں کا حساب ناگزیر ہے۔ اس بنیادی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے دن اور رات کی تبدیلی، سورج کا طلوع وغروب، چاند کی منزلیں اور موسموں کی تبدیلی کا نظام مقرر فرمایا۔ ابتدائے آفرینش سے قمری سال اور بارہ مہینوں کا نظام قائم فرمایا۔

دین فطرت کا نظامِ حیات اعلیٰ درجے کے ماہرین علم وفن کی طرح سادہ و ناخواندہ دیہاتیوں کے لیے بھی یکساں واجب العمل ہے۔ لہٰذا اوقاتِ نماز کے لیے سورج کے طلوع وغروب، فجر کی روشنی اور شفق کی سرخی کو معیار بنایا گیا، کیونکہ یہ چیزیں انسان کے روزمرہ مشاہدے میں آتی رہتی ہیں۔ مہینوں کی تعیین کے لیے چاند کے طلوع وغروب کو معیار بنایا گیا، کیونکہ اس کا ہلال سے بدر (چودھویں کے چاند) تک چڑھنا اور آخر ماہ تک گھٹنا ہر کسی کے مشاہدے میں آتا ہے۔

اس کا تقاضا ہے کہ ہم ممکنہ حد تک اپنے اپنے دائرہ اختیار میں قمری سال اور مہینوں کے مطابق چلیں۔

(2) **امن وامان**: آدم علیہ السلام کی اولاد کو زندگی میں جائز وناجائز مفادات کے تصادم کی وجہ سے ان خدشات کا سامنا ہوتا رہتا ہے، جن کا اظہار خلقت آدم علیہ السلام سے قبل ہی فرشتوں نے کیا تھا: ﴿يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ﴾ [البقرة: ۳۰] اسی خدشے کی روک تھام کے لیے ہدایت ربانی کا سلسلہ قائم ہوا اور رب ذوالجلال نے ہر قسم کے ظلم پر اپنی ناراضگی کا اعلان فرمایا: "**یا عبادی! إنی حرمت الظلم علی نفسی وجعلته بینکم محرمًا فلا تظالموا**" [مسلم، کتاب البر، باب تحریم الظلم] پھر قمری سال میں سے چار مہینوں کو خصوصی حرمت وادب کا حکم دیا، تاکہ بنی نوعِ انسان کم از کم ایک تہائی سال سکھ کا سانس لیتے ہوئے پرامن رہیں اور اس دوران ضروری سفر وغیرہ کی تکمیل کر سکیں۔ خصوصاً اہل اسلام کے لیے ملت ابراہیمی کے شعارات "حج وعمرہ" کے سفر کو پرسکون بنایا جائے۔

لہٰذا **ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب** کے مہینوں میں ہر قسم کے ظلم وستم، دہشت گردی وبدامنی کو ایسی خصوصی سنگین حرمت حاصل ہے، جس کی بنیاد پر زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ باپ کے قاتل تک کو چھیڑتے نہ تھے۔

دین اسلام نے بھی احترامِ آدمیت کے اہتمام کو خوب پذیرائی بخشی، حتی کہ خطبہ حجۃ الوداع میں ان مہینوں اور حرم مکہ کی حرمت کے حوالے سے ہر مسلمان کی جان، مال اور آبرو کی دائمی ولازوال احترام اور حرمت کا اعلان فرمایا گیا۔

ماہ محرم کی خاص عبادت: محرم الحرام اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے۔ اس میں شرعی حرمت کے مطابق امن وامان اور برادرانہ رواداری کو فروغ دینے کے ساتھ "تقویٰ کی ٹریننگ" کے لیے روزے رکھنے کی خاص تلقین ہے:

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: {1} "**أفضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم**" [مسلم، کتاب الصیام، ح: ۱۱۳٦، عن أبی هریرة رضی اللہ عنہ] "رمضان المبارک کے بعد اللہ کے خصوصی پسندیدہ مہینے محرم الحرام کے روزوں کو زیادہ فضیلت حاصل ہے۔" {2}: "**صيام يوم عاشوراء أحتسب على الله أن يكفر السنة التي قبله**" [مسلم، کتاب الصیام ح: ۱۱٦۲، عن أبی قتادة رضی اللہ عنہ] "عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کے عوض اللہ پاک سے امید رکھتا ہوں کہ گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ فرمائے گا۔" {3}: "**صوموا یوم عاشوراء وخالفوا فیه الیهود وصوموا یوما قبله أو یوما بعده**" [أحمد ۱/۲٤۱، عن ابن عباس رضی اللہ عنہ وصححه أحمد شاكر] "عاشورہ محرم کا روزہ رکھو اور یہودِ بے بہبود کی مخالفت کے لیے اس سے ایک روز قبل یا ایک روز بعد بھی روزہ رکھ لو۔"

یاد رہے کہ ماہ محرم اور عاشورہ کے روزوں کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے کوئی تعلق نہیں۔

{3} **دینِ اسلام کی پختگی:** اللہ رب العزت، نے مذکورہ آیت میں دینِ اسلام کے بعض اہم احکامات بیان فرما کر اسے ﴿اَلدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ﴾ ''پختہ وسیدھا دین'' قرار دیا۔ پورا اور مکمل دین اسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر شدہ ہے، پس اس میں کسی بھی اچھے برے یا چھوٹے بڑے تاریخی واقعے کی بنیاد پر پیوند کاری نہیں کی جاسکتی۔

دین قیم، دین حق، دین اسلام آخری وافضل ترین پیغمبر محمد مصطفیٰ صلى الله عليه وآله وسلم کی حیات مبارکہ کے چالیس سال پورے ہونے کے بعد آسمان سے نازل ہونے لگا اور تیئیس سال کے عرصے میں آپ ﷺ ہی پر دین کے احکام مکمل ہوئے، نعمت الٰہی پوری ہوئی اور رضائے الٰہی کا حصول اسی کی پیروی پر منحصر ہوا۔ ﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَرَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا﴾ [المائدة:٣]

دین اسلام کی تکمیل کے اہم تقاضے یہ ہیں:

{1} کامل ومکمل دین اسلام پر ثابت قدم وکاربند رہنا اور کسی دوسرے دین کی طرف بالکل التفات نہ کرنا۔

{2} تکمیل دین کے بعد رونما ہونے والے کسی بھی واقعے سے متعلق کسی قسم کی خوشی یا غمی کی تقریب دین میں شامل نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ صاحب رسالت ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں پیش آمدہ کسی بھی خوشی کی سالگرہ یا کسی غمی کی برسی نہیں منائی۔ اور ارشاد فرمایا: ''من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد'' [متفق عليه عن عائشةؓ] ''دین میں کسی بھی قسم کی پیوند کاری کو مردود قرار دیا۔''

یکم محرم ۲۴ھ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلعت شہادت سے سرفراز ہوئے، ۱۲ ذی الحجہ ۳۵ھ کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ﴿لَئِنۡۢ بَسَطۡتَّ اِلَیَّ یَدَکَ لِتَقۡتُلَنِیۡ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیۡکَ لِاَقۡتُلَکَ﴾ [المائدة ٢٨] کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو محبت اہل بیت کے جھوٹے اور غدار دعویداروں نے دھوکے سے بلا کر ۱۰ محرم ۶۱ھ کو اہل بیت رضی اللہ عنہم سمیت مظلومانہ شہادت کی خلعت پہنائی۔ ان سانحوں کے بعد اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم نے ماتمی سالگرہ منانے کی جسارت نہیں کی، کیونکہ کوئی بھی واقعہ دین اسلام میں نئے احکام کے اجراء کا باعث نہیں بن سکتا اور کوئی بھی سانحہ ﴿فَلَا تَظۡلِمُوۡا فِیۡهِنَّ اَنۡفُسَکُمۡ﴾ کو منسوخ نہیں کرسکتا۔

{4} **ظلم وستم سے بچنے کی خصوصی تاکید:** کم از کم ان واجب الاحترام مہینوں کے دوران عالم اسلام میں **''کامل واکمل''** اور مسلم اقلیتوں کے اندر مسلمان معاشروں اور انفرادی مسلمان گھروں میں **''اندرونی طور پر''**

امن وامان، برادرانہ ہمدردی، احترام آدمیت اور باہمی رواداری کا دور دورہ ضرور ہونا چاہیے۔

(5) **وحدت ملت اسلامیہ:** دین محمدی کو ''الدین القیّم'' ماننے کی صورت میں ان تمام عقائد، احکام اور عبادات کو اپنے اپنے مذاہب اور کتب فقہ سے get out کردینا ضروری ہے، جو محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں دین کا حصہ نہیں تھا۔ اس ''تطہیر'' کی برکت سے فرقہ بندی جڑ سے اکھڑ جائے گی اور ملت اسلامیہ کو **وحدت واتفاق** کی نعمت کاملہ نصیب ہوگی، جس کی قوت سے امت مسلمہ اپنی عظمت گم گشتہ کو دوبارہ حاصل کر سکے گی۔

(6) **مظلوم مسلمانوں کی دادرسی:** ان مہینوں کی حرمت کا تقاضا یہ ہرگز نہیں کہ غیور مسلمان دنیا بھر کے فرزندانِ توحید کے مسائل سے غافل رہیں۔ بلکہ اسلامی بھائیوں پر ظلم وستم ہونے کی صورت میں اشہرالحرم میں بھی تمام مسلمانوں پر یکجان ہوکر ''**جہاد فی سبیل اللہ**'' کا پھریرا لہراتے ہوئے دشمنانِ اسلام سے برسرپیکار ہونا لازم ہے، تاکہ چہاردانگ عالم میں مظلوم مسلمان بھائیوں کو آزادی اور خوشحالی کی نوید جانفزا سنا سکیں۔

(7) **تقویٰ وپرہیزگاری:** فرزندانِ توحید کو چاہیے کہ اپنے مالک حقیقی کی رضاجوئی کو ہردم مدنظر رکھیں۔ زندگی کے ہر موڑ اور ہر مرحلے میں اس وحدہٗ لاشریک ذات کی نافرمانی سے اجتناب کریں۔ خصوصاً ان واجب الاحترام مہینوں میں کسی بھی ''معصیت'' یا ''بدعت'' کے ذریعے رب العالمین کی ناراضگی مول لینے سے بچنا نہایت لازمی ہے۔

ارض مقدس لہو لہو

قیام اسرائیل کے بعد سے فلسطین کی تاریخ کا لمحہ لمحہ اور اس مبارک سرزمین کا چپہ چپہ یہودیوں کے ظلم وبربریت سے لہولہان ہے۔ مگر دسمبر کی ''حماس اسرائیل جنگ'' میں اب تک 1200 فلسطینی جام شہادت نوش کرچکے ہیں۔ جن میں VOA کے مطابق نصف سے زیادہ سول شہری ہیں۔ ان میں معصوم بچے، خواتین اور بوڑھے بھی شامل ہیں۔ اسرائیل نے بین الاقوامی جنگی قوانین کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے فاسفورس بم بھی برسائے۔ طاقت اور انتقام کے گھمنڈ میں آکر غاصب فوج نے ہسپتالوں، یونیورسٹیوں، مدارس، بجلی گھروں اور عام سویلین آبادی کو بھی قتل وغارتگری کا نشانہ بناکر ثبوت فراہم کردیا کہ وہ کسی بھی اصول جنگ کے پابند نہیں، کیونکہ انہیں کوئی روکنے والا نہیں ہے۔

حملہ برپا ہونے سے اب تک نہ صرف تمام عالم اسلام بے چین ومضطرب ہے، بلکہ ظالم ومظلوم کا فرق پہچاننے